کیا خارج الارض (خلائی) مخلوقات اور یوایف او (UFO) حقیقی ہیں؟

از: جیسن لیزلی   ترجمہ: ندیم عیسیٰ

کئی مسیحیوں نے خارج الارض (دوسرے سیاروں پر) حیات ومخلوقات کی موجودگی کے تصور کو حقیقت مان لیا ہے۔لیکن کیا یہ تصور بائبلی تعلیمات کے مطابق درست ہے؟

کیا دوسرے سیاروں پر زندگی مختلف حالتوں میں موجود ہے؟ دیگر سیاروں پر زندگی کی موجودگی کا سوال ہمارے دور میں ایک سلگتا ہوا موضوع ہے۔سائنسی موضوعات پر بننے والی افسانوی فلمیں اور ٹیلی وژن کے مختلف پروگرام بہت دفعہ دور دراز کے سیاروں سے زمین پر آنے والی مختلف مخلوقات کی تصویر کشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن اب یہ تصورات سائنس کے افسانوی پروگراموں تک ہی محدود نہیں رہے۔بہت سارے لادین سائنس دان یہ یقین رکھتے ہیں کہ کسی دن ہم دوسرے سیاروں پر زندگی کی موجودگی کا کھوج لگا لیں گے۔موجودہ طور پر ایسے کئی ایک منصوبے بھی ہیں جیسے کہ Search for Extra-Terrestial Intelligence (SETI)،اِن منصوبوں میں بہت ہی طاقتور لاسلکی دوربینوں کی مدد سے خلاء کا جائزہ لیا جاتا ہے اور مختلف طرح کی آوازوں کو سننے کی کوشش کی جاتی ہے جنہیں انسانی عقل کے مطابق غیر مخلوقات کی گفتگو کے طور پر سمجھ کر اُنکی موجودگی کا اندازہ لگانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔کئی مسیحیوں نے خارج الارض (دوسرے سیاروں پر) حیات ومخلوقات کی موجودگی کے تصور کو حقیقت مان لیا ہے۔لیکن کیا یہ تصور بائبلی تعلیمات کے مطابق درست ہے؟مسیحیوں کو چاہیے کہ وہ اِس طرح کے تمام تصورات کا کلامِ مُقدس کی روشنی میں جائزہ لیں اور "ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیں۔" (2 کرنتھیوں 10 باب 5 آیت)

ارتقائی تعلق

خارج الارض (دیگر سیاروں پر) مخلوقات اور زندگی کی موجودگی کے تصورات کی بنیاد دراصل ارتقاء پر ایمان ہے۔آپکو یاد ہوگا کہ ارتقائی تصور کے مطابق "یہ زمین محض ایک اور ایسا سیارہ ہے" جس پر اتفاقیہ طور پر سب حالات آہستہ آہستہ ایسے ہو گئے کہ اِس پر زندگی نمودار ہو کر ارتقاء پذیر ہوگئی۔اگر ہماری کہکشاں کے اندر کئی بلین سیارے موجود ہیں تو اُن میں سے کچھ اور تو ایسے ضرور ہونگے جن پر زندگی کے وجود کے لئے حالات سازگار ہو گئے ہونگے۔ارتقائی نظریے کے مطابق دُنیا کے علاوہ دیگر سیاروں پر زندگی کی موجودگی ناگزیر ہے۔

بہرحال دیگر سیاروں پر غیر یا خلائی مخلوقات وحیات کی موجودگی کا تصور کلامِ مُقدس کی تعلیمات کیساتھ متصادم ہے۔زمین اپنے آپ میں ایک خاص سیارہ ہے۔خُدا نے زمین کو

زندگی کے لئے تخلیق و آراستہ کیا (یسعیاہ 45 باب 18 آیت)۔ دیگر سیاروں کی موجودگی کا مقصد زمین کے مقصد سے مختلف ہے اِس لئے اُن کی تخلیق و آراستگی بھی مختلف انداز سے ہوئی ہے۔ پیدایش کی کتاب کے پہلے باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ خُدا نے زمین پر ہر قسم کے درخت، پودے اور جڑی بوٹیاں تیسیرے دن تخلیق کیں، فضا میں اڑنے کے لئے پرندے اور آبی حیات پانچویں دن تخلیق کی اور خشکی کے جاندار چھٹے دن تخلیق کیے۔ انسان کو بھی خُدا نے چھٹے دن ہی تخلیق کیا اور اُسے تمام جانوروں پر اختیار دیا۔ لیکن بائبل مُقدس کہاں پر آسمانوں کی وسعتوں میں نور کے وسیلے زندگی کی تخلیق کی بات کرتی ہے؟ ہمیں کلام میں ایسا کوئی بیان نہیں ملتا کیونکہ آسمانوں کی وسعتوں میں نور کا مقصد وہاں پر زمین کی طرح کی زندگی کو وجود میں لانا نہیں تھا۔ خُدا نے زمین اور اِسکی دیکھ بھال کا کام انسان کے سپرد کیا لیکن آسمان خُداوند کا ہے (115 زبور 16 آیت)۔ بائبلی نقطہ نظر سے دیگر سیاروں پر حیات اور مخلوقات وغیرہ کی موجودگی مناسب نظر نہیں آتی۔

اور جب ہم دیگر سیاروں پر غیر مخلوقات کی پر حکمت زندگی کی موجودگی کے امکان پر غور کرتے ہیں تو مسائل میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ سائنسی افسانوی پروگرام ایسی بہت ساری کہانیوں سے بھرے پڑے ہیں جن کے مطابق انسان نما کئی ایک نسلیں دیگر سیاروں پر ارتقاء پذیر ہوئیں۔ اِس کی مثالیں ہم ولکین (Vulcan) اور کلینگون (Klingon) کی صورت میں دیکھتے ہیں جو بہت زیادہ پہلوؤں سے تو ہماری طرح کے انسان نظر آتے ہیں لیکن کئی ایک پہلوؤں سے ہم سے سے مختلف بھی ہیں۔ اِس افسانوی کہانی کو آگے بڑھانے کے لئے اِن مخلوقات کا بیرونی دُنیاؤں کی باسی ہونے کے ناطے انسانی زندگی اور حالات کے جائزہ لینا مناسب تو معلوم ہوتا ہے، لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دوسرے سیاروں پر ایسی مخلوقات کی موجودگی سے کئی ایک طرح کے الہیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔ یہ ذہین خلائی مخلوقات نجات یافتہ نہیں ہوسکتیں۔ خُدا کا نجات کا منصوبہ انسانی نسل کے لئے ہے جو کہ آدم کی اولاد ہے۔ آیئے ہم نجات کے پیغام اور خلائی مخلوقات وحیات کی موجودگی کے تصور کے درمیان پائے جانے والے تنازعے کا جائزہ لیں۔

نسلِ انسانی کی نجات

بائبل مُقدس تعلیم دیتی ہے کہ پہلے انسان یعنی آدم نے خُدا کے خلاف گناہ کیا (پیدایش 3 باب)۔ اِس وجہ سے گناہ اور موت اِس دُنیا میں داخل ہوگئی (رومیوں 5 باب 15 آیت)۔ ہم سب آدم اور حوا کی اولاد ہیں اور ہماری فطرت گناہ آلود ہے (رومیوں 6 باب 6، 20 آیات)۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ گناہ وہ رکاوٹ ہے جو انسان کو خُدا کی حضوری میں جانے اور اُسکی حضوری میں راستباز ٹھہرنے میں رکاوٹ ہے (یسعیاہ 59 باب 2 آیت)۔ لیکن خُدا ہمارے گناہگار ہونے کے باوجود ہم سے محبت کرتا ہے اِس لئے اُس نے ہماری نجات کے لئے ایک منصوبہ بنایا——ایک ایسا منصوبہ جس کی بدولت انسان کی خُدا کے ساتھ صلح ممکن ہے۔

جب آدم اور حوا نے گناہ کیا تو خُدا نے اُن کے لئے چمڑے کے کرتے بنائے (پیدایش 3 باب 21 آیت)۔ اِس کام کے لئے اُسے کم از کم کسی ایک جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ عمل ہماری نجات کی علامت ہے: ایک معصوم برّہ (یسوع مسیح——خُدا کا برّہ) ہمارے گناہ دھونے کے لئے قربان کیا جائے گا (یوحنا 1 باب 29 آیت)۔ پرانے عہد نامے میں لوگ اپنے گناہگار ہونے کی یاددہانی کے طور پر جانوروں کی قربانیاں گزرانا کرتے تھے (عبرانیوں 10 باب 3 آیت) اور یہ اُس مسیحا کے آنے کی علامت بھی تھا جو جہان کے گناہوں کے کفارے کے طور پر اپنی جان دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جانوروں کی قربانی سے گناہ کا حتمی کفارہ ادا نہیں ہوسکتا (عبرانیوں 10 باب 4، 11 آیات)۔ جانور انسان کے ناطے دار نہیں اِس لئے اُن کا بہایا ہوا خون ہماری سرکشی کا کفارہ نہیں ہوسکتا، لیکن مسیح کا بہایا گیا خون ہوسکتا ہے۔ مسیح سے ہمارا خونی ناطہ بھی ہے کیونکہ مجسم ہوکر انسان بننے کے ناطے وہ آدم اور حوا کی اولاد میں سے آیا کیونکہ سب انسان ایک ہی اصل (خون) سے پیدا ہوئے ہیں۔ اِس کے علاوہ چونکہ مسیح خُدا بھی ہے تو اُس کی زمینی زندگی کی اہمیت لامحدود ہے، اور اُس کی موت تمام انسانوں کے گناہوں کے کفارے کے لئے کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود خُداوند ہی ہمارا نجات دہندہ ہوسکتا تھا (یسعیاہ 45 باب 21 آیت)۔ اِس لئے یسوع نے ایک ہی بار میں سب کے لئے جان دے کر گناہوں کا کفارہ دے دیا (عبرانیوں 10 باب 10 آیت)۔

خلائی مخلوقات کی نجات

جب ہم اِس بات پر غور کرتے ہیں کہ اِن فرضی خلائی مخلوقات پر جو بظاہر انسان نما ہیں نجات کے منصوبے کو کیسے لاگو کریں تو ہمیں مختلف قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر خلاء کے اندر کہیں دیگر سیاروں پر ولکین یا کلنگون جیسی دیگر انسان نما مخلوقات ہیں تو وہ کیسے نجات پاسکتی ہیں۔ اُن کا ہماری طرح یسوع سے کوئی خونی ناطہ نہیں، اِس لئے یسوع کا بہایا ہوا خون اُن کے گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کرسکتا۔ کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ فرض کرنا چاہیں گے کہ یسوع اُن کی دُنیاؤں میں بھی گیا ہوگا، وہ اُن کے درمیان رہا ہوگا اور اُن کے گناہوں کی خاطر اُس نے جان دی ہوگی، لیکن یہ تصور سراسر بائبل مُقدس کی تعلیمات کے منافی ہے۔ یسوع نے ایک ہی دفعہ سب کے لئے اپنی جان دی (1 پطرس 3 باب 18

آیت؛ عبرانیوں 9 باب 27 تا 28 آیات؛ عبرانیوں 10 باب 10 آیت)۔ یسوع اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کامل خُدا اور کامل انسان ہے لیکن وہ کوئی خلائی مخلوق نہیں ہے۔ کوئی شخص یہ بھی فرض کر سکتا ہے کہ خلائی مخلوقات نے گناہ نہیں کیا ہوگا اِس لئے اُنہیں نجات کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ایسی صورت میں ایک اور مسئلہ سامنے آ جاتا ہے: اگرچہ اُنہوں نے گناہ نہ بھی کیا ہو پھر بھی اُن کو گناہ کے اثرات کا سامنا ضرور ہوگا۔ آدم کے گناہ نے صرف انسانوں ہی کو نہیں بلکہ سب مخلوقات کو متاثر کیا ہے۔ رومیوں 8 باب 20 تا 22 آیات اِس بات کو واضح کرتی ہیں کہ تمام مخلوقات بطالت کے اختیار میں ہونے کی وجہ سے کراہتی ہیں۔ اِس طرح کے معاملات اُن کوششوں کو نمایاں کرتے ہیں جو مسیحی عقائد کو غیر بائبلی تصورات سے ہم آہنگ کروانے میں کوشاں ہیں اور دیگر بہت سارے مسئلوں کو جنم دیتے ہیں۔

خارج الارض حیات و مخلوقات دراصل ارتقائی تصور ہے۔ یہ تصور اِس زمین کے خاص ہونے اور انسانی کی مخصوص روحانی حالت کے متعلق بائبلی تعلیمات کیساتھ کسی طرح کی ہم آہنگی نہیں رکھتا۔ اِس کائنات میں موجود تمام سیاروں میں سے یہ واحد سیارہ ہے جس پر خُدا خود اترا آیا، اُس نے مجسم ہو کر انسانی صورت اختیار کی، صلیب پر موا، اور پھر مُردوں میں سے جی اٹھنے کے وسیلے سے اُس نے اُن سب کو نجات دی جو اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ جب خلائی مخلوقات کی بات آتی ہے تو بائبلی عقائد یا تصورات لادین تصورات سے بالکل مختلف ہیں۔ پس وہ کون سا تصور ہے جس کی پشت پناہی سائنسی شواہد کرتے ہیں؟ کیا جدید مشاہدے اِس بات کی پشت پناہی کرتے ہیں کہ تمام کائنات حیات و مخلوقات سے بھری بڑی ہے یا پھر اس بائبلی تصور کی کہ حیات و مخلوقات کے حوالے سے زمین ایک بہت ہی خاص سیارہ ہے؟

ہر کوئی کہاں پر ہے؟

ابھی تک کسی نے بھی دیگر سیاروں پر زندگی کا کوئی سراغ نہیں پایا ہے اور نہ ہی کسی کو کسی ذہین خلائی مخلوق کی طرف سے کوئی صوتی/لاسکی اشارہ یا پیغام موصول ہوا ہے۔ بائبل کے تخلیقی بیان پر یقین رکھنے والا کوئی بھی شخص اسی بات کی توقع کرے گا۔ لادین ماہرینِ فلکیات دیگر دُنیاؤں میں زندگی کا سراغ ڈھونڈنے میں سرگرداں ہیں لیکن ابھی تک اُنہیں صرف چٹانیں اور بے جان مواد ہی ملا ہے۔ اُنکی لاسکی تحقیقات کو خاموشی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملا۔ حقیقی دُنیا دراصل بائبلی دُنیا ہی ہے —— ایک ایسی کائنات جسے خُدا نے ایسے ترتیب دیا ہے کہ یہ زمین اُس کا رُوحانی مرکز ہے، نہ کہ ارتقائی کائنات جو حیات و مخلوقات سے بھری پڑی ہے۔

جب بات خلائی مخلوقات و حیات کی آتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ سائنس ارتقائی تصورات سے یکسر اختلاف رکھتی ہے۔ ہمارے پاس آج کے دن تک کسی طرح کی کسی خلائی مخلوق یا حیات کا کوئی نشان یا ثبوت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ لادین سائنسدان بھی اِس مسئلے سے واقف ہیں اور اِسکی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ ایٹمی سائنسدان اینریکو فرمی خارج الارض مخلوقات و حیات کے موضوع پر گفتگو کر رہا تھا جب اُس نے بہت عمدہ سوال پوچھا کہ "ہر کوئی کہاں پر ہے؟" یہ سچ ہے کہ ہماری کہکشاں میں کئی بلین سیارے موجود ہیں، اور ارتقاء کے حامیوں کے مطابق یہ چونکہ سب حادثاتی طور پر معرضِ وجود میں آئے ہیں تو غالباً ایسا اتفاق ممکن ہے کہ اُن میں سے کچھ سیاروں پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہوں جن کی بدولت زندگی ارتقاء پذیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر اِن سیاروں میں سے کچھ ہمارے سیارے سے کئی بلین سال پرانے ہیں تو اُن میں سے چند ایک پر تو باحکمت زندگی اور مخلوقات کا ارتقاء تو کئی زمانے قبل ہو چکا ہوگا۔ اِس لئے اِس کائنات میں بے شمار ایسی تہذیبیں ہونی چاہییں جو ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت زیادہ بہتر اور مضبوط ہوں، اور اُن میں سے کوئی بھی ہماری اِس کہکشاں میں بسیرا کر کے اِس پر قبضہ کر چکا ہوتا۔ لیکن ہمیں کہیں پر ایسی کسی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ ہر کوئی کہاں پر ہے؟ اِس مسئلے کو آج فرمی کے متناقضے کے طور پر جانا جاتا ہے۔

ارتقاء کے لئے جو چیز مسئلہ یا متناقضہ ہے وہ تخلیق کا واضح نقش ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ اِس زمین کو خاص طور پر زندگی کے لئے آراستہ کیا گیا ہے۔ پانی سے بھرے ہوئے اِس کے سمندر، اِسکی محفوظ فضا جو آکسیجن سے بھری پڑی ہے اور سورج سے انتہائی مخصوص فاصلہ جو اِس سیارے پر زندگی کے آغاز اور نشوونما کے لئے انتہائی موزوں ہے، اِس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ خُدا نے زمین کو خاص طور پر آباد کرنے کے لئے آراستہ کیا ہے۔ لیکن اِس کائنات کے دیگر سیارے اِس مقصد کے لئے نہیں تھے اِس لئے اُنہیں آراستہ نہیں کیا گیا۔ وینس کے گندھکی تیزاب کے بادلوں سے لیکر پلوٹو کے منجمد بنجر میدانوں تک ہمارے نظامِ شمسی کی دیگر دُنیائیں خوبصورت اور ایک دوسرے سے مکمل طور پر مختلف ہیں لیکن اُن

کی آراستگی زندگی اور آبادکاری کے لئے نہیں ہوئی۔

تو پھر یو ایف او (UFO) کے متعلق کیا؟

اکثر جب مَیں خارج الارض (خلائی) حیات و مخلوقات کے بارے میں بات کر چکا ہوتا ہوں تو کوئی نہ کوئی مجھے یو ایف او کے بارے میں پوچھ لیتا ہے۔ یو ایف او (UFO) دراصل Unidentified Flying Object (غیر شناخت شدہ شدہ اُڑنے والی اشیاء) کا مخفف ہے۔ اور یہ صرف وہ اشیاء ہیں جو کچھ لوگوں کو فضا میں اڑتی ہوئی نظر آئیں لیکن وہ پہچان نہ سکے کہ وہ کیا چیزیں تھیں۔ لوگ اکثر مجھ سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ مَیں اُن چیزوں کی وضاحت کروں جنہیں اُنہوں نے یا اُن کے کسی دوست نے اُڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ (کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر مَیں اُس چیز کی کوئی واضح وضاحت نہیں دے پاتا تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ وہ چیزیں حقیقت میں خلائی مخلوقات کے جہاز یا اڑن طشتریاں ہیں، لیکن اِس طرح کا استدلال عقلی لحاظ سے بے معنی اور بے تکا ہے[1])۔ اِس قسم کے سوالات ہی غیر معقول ہیں۔ موجودہ ثبوتوں کی تشریح کرنا اور اُن کے بارے میں معلومات طلب کرنا ایک الگ بات ہے لیکن غیر مستند چیزوں، واقعات و خیالات کی تشریح کرنا ایک الگ بات ہے اور وہ بھی اُس صورت میں جب وہ کہانیاں بھی لوگوں نے ایک دوسرے سے سنی ہوئی ہوں اور اُن کا مشاہدہ کرنے کے لئے کوئی خاص ثبوت بھی دستیاب نہ ہو۔

اِس میں قطعاً کوئی ابہام نہیں ہے کہ کئی لوگوں نے فضا میں کئی ایسی چیزوں کو اڑتے ہوئے دیکھا ہے جن کی ہیت یا بناوٹ کی وجہ سے وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ چیزیں اصل میں کیا تھیں۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ اوپر خلاء میں کئی ایک ایسی چیزیں موجود ہیں جن کے بارے میں لوگ غلط اندازے لگا سکتے ہیں کیونکہ وہ اُن کی موجودگی اور مقصد سے واقف نہیں ہیں۔ ایسی بے شمار چیزیں ہیں جیسے کہ سیارہ وینس، سٹیلائٹس، بین الاقوامی خلائی سٹیشن، خلائی جہاز، راکٹ، خلائی جہاز پر پڑنے کے بعد منعکس ہونے والی سورج کی روشنی، چیزوں کا اندرونی عکس اور سراب نظری، شہابِ ثاقب، گیس سے اُڑنے والے غبارے، جگنو، شفق/ قطبی روشنیاں، پرندے، بجلی کے گولے، عدس نما بادل اور سراچہ شمسی وغیرہ۔ بہر حال کوئی بھی شخص جو مندرجہ بالا چیزوں سے واقفیت نہیں رکھتا وہ اُنہیں یو ایف او (UFO) کہتا ہے کیونکہ وہ چیز اُس شخص کے لئے غیر شناخت شدہ (Unidentified) ہے۔ جب لوگ کچھ ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جو مشکوک ہوتی ہیں تو وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خلائی مخلوقات کی اڑن طشتریاں دیکھی ہیں۔

یاد رکھیں کہ ہم ہمیشہ ہی اپنے نظریہ حیات کے مطابق ہی چیزوں اور تصورات کی تشریح کرتے ہیں۔ اِس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارا نظریہ حیات درست اور بائبلی ہو۔ دہریت یا فطرت پرستانہ نظریہ حیات کسی بھی شخص کو اِن سب چیزوں کو دیکھ کر غلط نتیجہ نکالنے کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ بائبلی نقطہ نظر سے ہمیں ایسی چیزیں دیکھنے کی بھی توقع کرنی چاہیے جن کے بارے میں با آسانی مکمل وضاحت پیش نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہماری سوچ محدود ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یو ایف او UFO خلائی مخلوقات کے خلائی جہاز نہیں ہیں اور یقینی طور پر اِس تصور کی پشت پناہی کرنے کے لئے ایسا کوئی ٹھوس ثبوت بھی نہیں ہے۔

تو پھر ایسی چرچا اور تشہیر کیوں؟

1990 کی دہائی میں ٹیلی وژن کی ایکس فائلز (X-files) نامی سیریز نے لاکھوں لوگوں کو بڑا محظوظ کیا جس میں خلائی مخلوقوں کی کہانیاں، گورنمنٹ کی خفیہ پالیسیاں اور سازشیں ایک ایف آئی اے کے ایجنٹ کی سچائی کی کھوج کے لئے انتھک کوششوں کے بارے میں دکھایا جاتا تھا۔ اِس ٹی وی شو کا مشہور مقولہ ''سچ صاف طور پر ظاہر ہے'' سائنس کیساتھ لگاؤ رکھنے اور سائنسی نظریہ حیات کے پرستاروں کے درمیان کافی مقبول رہا ہے۔ لیکن خارج الارض (خلائی) حیات و مخلوقات کو لیکر ایسی بڑی چرچا اور تشہیر بازی کیوں ہے؟ سائنس کے ایسے افسانوی پروگرام اِس قدر مقبول عام کیوں ہیں؟ SETI تنظیم کسی باہری خلاء کے اندر حیات و مخلوقات کی تلاش کی خاطر کئی ملین ڈالر خرچ کئے جا رہی ہے؟

فطرت پرست نظریہ حیات کے حامیوں کی یہ توقع ہے کہ کسی بھی سیارے پر پُر حکمت خارج الارض زندگی کی دریافت یقیناً نظریہ ارتقاء کی حمایت میں ایک بڑا ثبوت ہوگی۔ لیکن یہاں پر خلائی مخلوقات سے ملاقات، خاص طور پر کسی ذہین خلائی مخلوق کی بنائی ہوئی جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں جاننے کے شوق کو ارتقائی دعوؤں کے ثبوت ڈھونڈنے سے بڑھ

کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔تو پھر اصل معاملہ کیا ہے؟ اِس حوالے سے مَیں نے لا دین ماہرینِ فلکیات سے کئی مختلف جوابات سنے ہیں۔

کچھ معاملوں میں خارج الارض مخلوقات کے وجود کے اعتقاد کی بنیاد کائناتی تنہائی بھی ہو سکتی ہے: ''اگر اِس کائنات کے دیگر سیاروں پر دیگر مخلوقات موجود ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ ہم اِس کائنات میں تنہا نہیں ہیں۔'' کئی معاملوں میں یہ بات تعلیمی حلقوں میں زیادہ محسوس کی جاتی ہے جو اِس کائنات کے اسرار کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں، اعلیٰ سطح پر تہذیب یافتہ خلائی مخلوق کے پاس ہمیں دینے کے لئے بہت ہی اعلیٰ سطح کی معلومات بھی ہونگی۔ غالباً یہ معلومات محض تعلیمی نوعیت ہی کی نہیں ہوگی، بلکہ یہ فرضی خلائی مخلوقات اِس کائنات اور دیگر چیزوں کے وجود کے متعلق سوالات کے جواب بھی دینے کے قابل ہونگی، جیسے کہ ''مَیں یہاں پر کیوں ہوں؟ اِس زندگی کا مطلب اور مقصد کیا ہے؟'' وغیرہ وغیرہ۔ایک زیادہ تہذیب یافتہ خلائی مخلوق کے پاس طبّی سطح پر بھی ہم سے زیادہ علم اور معلومات ہونگی——اور ہم اُن کے اُس علم کو اپنی دُنیا کی بیماریاں دور کرنے کے لئے استعمال کر سکیں گے۔ یقیناً اُن کی میڈیکل ٹیکنالوجی ہم سے بہت زیادہ جدید اور بہتر ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ اُن کے پاس زندگی اور موت کے راز بھی موجود ہوں، اور اُس جدید میڈیکل معلومات کو اگر درست طور پر بروئے کار لایا جائے تو ہو سکتا ہے کہ انسان پھر کبھی بھی نہ مرے اور ہمیشہ تک جیتا رہے۔

ایک طرح سے خلائی مخلوقات کے وجود کا اعتقاد لا دین لوگوں کی زندگیوں میں خُدا کی ذات کا نعم البدل بن گیا ہے۔ خُدا ہی کی ذات وہ ہستی ہے جو ہر ایک بیماری سے شفا دے سکتی ہے۔ خُدا ہی کی ذات ہر طرح کی حکمت اور علم کی سرچشمہ ہے (کلسیوں 2 باب 3 آیت)۔ خُدا کی ذات ہی ہماری ذات کے بنیادی سوالات کے درست جواب دے سکتی ہے۔ صرف خُدا کی ذات کے پاس کسی کو عطا کرنے کے لئے ابدی زندگی کا تحفہ ہے (یوحنا 17 باب 3 آیت)۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ ایک لا دین سائنسدان جب اپنے خالقِ حقیقی کو رد کر دے گا تو وہ کائناتی لحاظ سے تنہائی کا شکار ہوگا۔ لیکن ہم اِس کائنات میں تنہا نہیں ہیں بلکہ ہمارے ساتھ اِس کائنات میں ہمارا خُدا بھی موجود ہے۔ خُدا نے ہمیں اپنے ساتھ رفاقت کے لئے تخلیق کیا ہے، پس ہم سب میں فطری طور پر خُدا کیساتھ رفاقت رکھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اگرچہ بنی نوع انسان نے آدم کے گناہ کے وسیلے اور اپنے دیگر گناہوں کی بدولت خُدا کو رد کر دیا ہے لیکن اُس کے ساتھ ہماری رفاقت کی ضرورت ہمیشہ ہماری ذات کے اندر موجود رہتی ہے۔

جب مَیں اُن عاقل سائنسدانوں کی اکثریت کو دیکھتا ہوں جنہوں نے بڑے قریب سے خُدا کی حیرت انگیز تخلیقات کا مطالعہ کیا ہے لیکن خُدا کی ذات کو رد کر کے اُس کے بجائے خلائی مخلوقات کے وجود اور کئی ملین سالوں کے ارتقائی عوامل پر یقین کرنے کا انتخاب کیا ہے تو اُس وقت میرے ذہن میں رومیوں 1 باب 18-25 آیات آتی ہیں۔ خُدا کی اَن دیکھی صفتیں یعنی اُسکی ازلی قدرت اور الوہیت دُنیا کی پیدایش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہے، یہاں تک کہ اُن کو خُدا کی ذات کو رد کرنے یا اُس کے بارے میں معلوم ہونے والی سچائی کو دبانے کے لئے کوئی عذر باقی نہیں۔ خُدا کی ذات کو ترک کرنے کے بعد انسانی سوچ لا حاصل قیاس آرائیوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔ خُدا کی ذات کے متعلق سچائی جیسے کہ تخلیق کو ایک جھوٹ جیسے کہ ارتقاء کے ساتھ تبدیل کرنے اور اپنے سوالات کے جواب حاصل کرنے کے لئے کسی فرضی خلائی مخلوق کی طرف رجوع کرنے جیسے رجحانات سے ملتا جلتا بیان ہم رومیوں 1 باب 25 آیت میں پڑھتے ہیں۔

لیکن جب ہم اپنی کھوج کا آغاز بائبل مُقدس سے کرتے ہیں تو مختلف ثبوت ہماری سمجھ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کائنات بائبل کی اِن تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ ہے کہ اِس زمین کو خُدا نے خاص طور پر انسانوں کی آبادکاری کے لئے آراستہ کیا ہے۔ بائبلی نظریہ حیات کی رو سے یہ عظیم کائنات جو کہ نہایت خوبصورت ہے ظاہری طور پر کسی بھی طرح کی زندگی سے خالی ہے سوائے اِس دُنیا کے جو اِس کے اندر ایک معمولی سیارہ ہے۔ سچائی کہیں اور پر نہیں بلکہ سچائی ٹھیک بائبل مقدس کے اندر موجود ہے! خُداوند یسوع مسیح حق (سچائی) ہے (یوحنا 14 باب 6 آیت)۔ پس جب ہم اپنی سوچ کی بنیاد خُدا کے اُس کلام کو بناتے ہیں جو اُس کے اپنے منہ سے نکلا ہے تو پھر اِس کائنات کے اسرار ہمیں سمجھ آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

اقتباسات و کتابیات

1: دلیل یہ ہے کہ خلائی مخلوقات کے جہازوں کے بارے میں فطری انداز سے وضاحت پیش نہیں کی جا سکتی اِس لئے یہ رائے پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ خلائی مخلوقات کے جہازوں کے بارے میں فطری لحاظ سے وضاحت پیش نہیں کی جا سکتی اِس لئے اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلائی مخلوقات کے جہاز موجود ہیں۔ یہ ایک منطقی مغالطہ ہے جسے ''نتیجے کی تصدیق'' کہا جاتا ہے۔ یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے کہ ''تمام سفید بونے ستارے سفید رنگ کے ہیں؛ فریڈ کا رنگ سفید ہے، اِس لئے فریڈ بھی ایک سفید بونا ستارہ ہے۔''

2017© جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!